نے چیچنیا کے اسلامی تشخص کو مضبوط کرنے اور ملک میں لاقانونیت کے خاتمے کا بھی عہد کیا۔ چیچنیا میں رہایش پذیر روسی اقلیت کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ "مذہبی وابستگیوں سے قطع نظر تمام شہری یکساں حقوق کے حق دار ہوں گے"۔

اس سے قبل انھوں نے ۲۸ جنوری کو انتخابات کے ابتدائی نتائج کے اعلان کے وقت کہا تھا: "چیچنیا ایک آزاد ملک ہے جو اپنی خود مختاری کا اعلان کر چکا ہے۔ اب تو صرف یہ عمل باقی ہے کہ اس کی آزادی کو روس سمیت دیگر ممالک تسلیم کر لیں"۔ صدر مسخادوف کی حلف برادری کی تقریب میں شرکت کے لیے بعض غیر ملکی شخصیات کو بھی دعوت نامے بھجوائے گئے تھے۔ لیکن کریملن کی ان دھمکیوں کی وجہ سے کہ ان ممالک کے ساتھ روس اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لے گا جن کے نمایندے مسخادوف کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کریں گے، غیر ملکی نمایندوں نے تقریب حلف برداری میں شرکت کی جرات نہیں کی۔ ماسکو کی اس روش پر تبصرہ کرتے ہوئے تقریب میں موجود جنرل الیگزینڈر لیبد نے کہا: "روسی حکام کی طرف سے غیر ملکی مہمانوں کی تقریب میں شرکت روکنے کا اقدام حماقت پر مبنی ہے۔ اس جمہوری عمل کی تو حوصلہ افزائی ہونی چاہیے تھی"۔

کچھ روسی سیاسی حلقوں نے یہ تاثر پھیلانے کی کوشش کی کہ جنرل اسلان مسخادوف کریملن کے حمایت یافتہ صدارتی امیدوار تھے۔ اس کا ایک مقصد تو بظاہر صدر مسخادوف اور دیگر حریت پسند رہنماؤں کے درمیان اختلاف پیدا کرنا تھا۔ ثانیاً اس تاثر کے ذریعے کریملن کے حکام جنرل مسخادوف کی مستقبل کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے بہتر مواقع پیدا کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ روسیوں کے یہ دونوں مقاصد پورے ہوتے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ صدارتی انتخابات کے دوسرے مضبوط ترین امیدوار شامل باسایف نے اسلان مسخادوف کی کامیابی کے بعد یہ کہہ کر روسیوں کی ان توقعات پر پانی پھیر دیا کہ:

"آپ (مسخادوف کو) نہیں جانتے، وہ (روسیوں کے مقابلے میں) مجھ سے بھی زیادہ سخت موقف کے حامل ہو سکتے ہیں۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا"۔ شامل باسایف نے مزید کہا: "ہمارے درمیان تصادم کبھی بھی نہیں ہو گا۔ ہم نے روسی جارحیت کے خلاف کندھے سے کندھا ملا کر جہاد کیا ہے۔ ہمارا ایک مشترکہ ہدف ہے اور وہ چیچنیا کی آزادی ہے"۔

جنرل مسخادوف ایک مضبوط شخصیت کے حامل آدمی ہیں۔ وہ جذبات کو منطق پر غلبہ حاصل نہیں ہونے دیتے۔ وہ حالیہ چیچن جنگ آزادی کے ہیرو شہید جعفر داؤد کے قریب ترین ساتھیوں میں سے تھے۔ شہید صدر سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں: "جنرل جعفر داؤد سخت گیر اور جذبات سے مغلوب ہونے کی خصوصیات کے حامل تھے۔ میں ہمیشہ (ان سے) کہتا تھا کہ ہمیں جنگ کی طرف بھاگنا نہیں

چاہیے (We should not rush to the war)۔ جہاں تک چیچنیا کی آزادی اور استقلال کا تعلق ہے میرے اور ان کے موقف میں ذرہ برابر فرق نہیں تھا"۔

صدر مسخادوف کی مستقبل کی پالیسیوں پر اثرانداز ہونے سے متعلق روسی توقعات میں یہ بات شامل ہے کہ بحیرہ کیسپین کے تیل کی ترسیل کے لیے جمہوریہ چیچنیا کی سرزمین سے گزرنے والی پائپ لائن کے استعمال پر انھیں راضی کیا جائے۔ یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ کریملن کی طرف سے چیچنیا کی آزادی تسلیم نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ اس خطے میں روسی اقتصادی مفادات ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ صدر مسخادوف روس کے ساتھ مضبوط اقتصادی تعلقات کے خواہاں ہیں لیکن وہ ان تعلقات کو برابری اور باہمی مفاد کی بنیاد پر تشکیل دینا چاہتے ہیں۔ اس پس منظر میں وہ چیچنیا کی سرزمین میں موجود پائپ لائن کو ملک کی اقتصادی خوشحالی کے لیے استعمال کریں گے اور روسیوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت جمہوریہ کے اقتصادی مفادات کا تحفظ یقینی بنائیں گے۔

صدر مسخادوف کی ترجیحات میں ملکی تعمیرنو سرفہرست ہے۔ وہ روسیوں سے تاوان جنگ کی مد میں خطیر رقوم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال توقع یہی ہے کہ کریملن رقوم کی فراہمی کو چیچنیا کی روس کے اندر خودمختار خطے کی حیثیت سے شمولیت قبول کرنے سے مربوط کرے گا۔ کیا صدر مسخادوف چیچنیا کی آزادی اور استقلال پر سودا کیے بغیر روسیوں کو چیچنیا کی تعمیرنو کے لیے اقتصادی امداد اور رقوم کی فراہمی پر راضی کر سکیں گے؟ دوسری طرف جب مسلم ممالک کے وسائل کے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں تو یہ سوال ذہن میں ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ کھربوں کی رقم جو مغرب کے اقتصادی نظام کو تحفظ دے رہی ہے، کیا امت کو عزت عطا کرنے والے چیچنیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کے مستقبل کی تعمیر پر صرف نہیں ہو سکتی؟ (ماخوذ: وسطی ایشیا کے مسلمان، مارچ اپریل ۹۷)

نائیجیریا میں امریکہ کا کھیل

مسلم سجاد

امریکہ بہت معصوم بن کر دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور ہمارے مسلمان ممالک، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اس کے ساتھ معاہدے کرتے ہیں۔ لیکن عالمی حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ امریکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے ہر طرح کی دہشت گردی کی کارروائیاں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے حکمرانوں کو قتل کروا دینے میں بھی کوئی باک نہیں ہے۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد سب کچھ مستند طور پر سامنے بھی آجاتا ہے لیکن امریکہ کی نیک نامی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

نائیجیریا افریقہ کا اہم مسلمان ملک ہے جو ایک عرصے سے مسائل کا شکار ہے۔ یہاں حالات مسلسل خراب ہو رہے ہیں۔ آج سے بیس سال قبل، ۱۳ فروری ۱۹۷۶ کو وہاں کے حکمران بریگیڈیر مرتلا محمد کو قتل کر دیا گیا اور جنرل اوباسنجو نے اقتدار سنبھال لیا۔ نائیجیریا کی اصل اہمیت تیل کی وجہ سے ہے۔ بیافرا کی لڑائی اسی لیے ہوئی۔ ۷۴-۱۹۷۳ میں تیل پر پابندی کے اوپیک کے فیصلے سے نائیجیریا نے اتفاق نہیں کیا تھا۔ اس وقت یہاں یعقوب گوون کی حکومت تھی۔ مہنگے داموں پر تیل فروخت کرنے کی وجہ سے نائیجیریا میں خوشحالی کی لہر آئی۔ جولائی ۱۹۷۵ میں مرتلا محمد نے اقتدار سنبھالا۔ ان کا دور حکومت صرف چھ ماہ رہا لیکن یہ دور نائیجیریا کی تاریخ کا بہترین دور تھا۔ مرتلا محمد کو قومی مفادات عزیز تھے۔ وہ امریکہ کے دوست نہ تھے۔ ان کی پالیسیوں سے امریکہ کو یہ اندیشہ تھا کہ کسی آیندہ بائیکاٹ میں نائیجیریا علیحدہ نہیں رہے گا۔

تاریخ میں کم ہی ایسے واقعات ہوتے ہیں جنھوں نے اوپیک ممالک کی طرف سے تیل پر پابندی کی طرح آنے والے واقعات پر اثر ڈالا ہو۔ اس نے عالمی سطح پر بین الاقوامی تعلقات میں طاقت کے توازن کو بالکل تبدیل کر کے رکھ دیا ___ یہ جتا کر کہ تیسری دنیا کے ممالک بھی وسائل روک کر باقی دنیا پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ۷۰ کے عشرے کے وسط میں امریکہ میں افریقہ کی اس ابھرتی ہوئی قوم کے خلاف اقتصادی جنگ کی باتیں کھلے عام ہو رہی تھیں۔ تیل پر پابندی کے کسی ممکنہ دوسرے دور کا مقابلہ کرنے کے لیے فوجی حملوں پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا تھا۔ اگست ۱۹۷۵ میں کانگریس کے لیے ایک خصوصی رپورٹ تیار کی گئی تاکہ تیل پیدا کرنے والے ممالک پر فوجی حملے کے امکانات پر امریکی قانون ساز غور کر سکیں۔ ۱۱۱ صفحات کی اس رپورٹ میں ان ممالک پر فوجی حملے کے ہر پہلو کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تھا کہ کس طرح تیل کے چشموں پر قبضہ کر کے تیل کی فراہمی ہفتوں، مہینوں بلکہ سالوں تک برقرار رکھی جا سکے۔ فروری ۷۵ میں صدرر فورڈ نے کہا کہ اگر اوپیک نے پھر ہمارا معاشی طور پر گلا گھونٹا تو ہم اپنی بقا کے لیے اقدامات کریں گے۔ کسنجر نے کہا: کوئی قوم بھی یہ اعلان نہیں کر سکتی، کہ وہ کوئی ردعمل ظاہر کیے بغیر اپنا گلا گھونٹنے دے گی۔ ہارپرس میگزین میں ایک دفاعی مشیر نے لکھا: ہر طرح کی سیاسی قیمت، اور اسٹرے ٹیجک اندیشوں کے باوجود یہ کیا جا سکتا ہے، یہ کیا جانا چاہیے۔ اس میں ناکامی سے ایک بالکل غریب امریکہ وجود میں آ جائے گا۔

تیل کا دوسرا بحران تو نہ آیا، لیکن امریکہ میں نائیجیریا کے خلاف سفارتی اور معاشی جنگ میں تیزی آتی گئی۔ مرتلا کے آخری دنوں میں واشنگٹن اور لاگوس کے درمیان مراسلات اس کا اظہار کرتے ہیں۔ ابھی بہت سی دستاویزات منظرعام پر نہیں آئی ہیں لیکن جو آئی ہیں ان سے نائیجیریا کے اچھے حالات اور پڑوسی ممالک پر اس کے رسوخ پر امریکہ کی پریشانی عیاں ہوتی ہے۔ ۲۶ ستمبر ۷۵ کا ایک مراسلہ بتاتا ہے کہ نائیجیریا نے لوساکا میں افریقی نیشنل کانگرس کو ہزاروں ڈالر فراہم کیے ہیں۔ جنوری ۷۶ کے ایک مراسلے میں نائیجیریا کے رہنماؤں کی قومی مفادات کی برتری کے مظہر اور مغرب کے بلیک میل کے خلاف اعلانات پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ امریکی سفیر نے ۲۰ جنوری کے مراسلے میں نائیجیریا کی طرف سے تیل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیے جانے کے امکانات پر معلومات فراہم کی ہیں۔ مرتلا کے قتل سے صرف دو ہفتے